QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 04 (2025)

خارج رحم بارآوری (آئی۔وی۔ایف): ایک سائنسی فقہی اور تحقیقی جائزہ و مطالعہ

In Vitro Fertilization (IVF): A Scientific, Jurisprudential, and Research-Based Study

Sadia naz
Mphil, Research scholar, Department of Islamic studies, Qurtuba university of science and information Technology, Peshawar
Sadia55naz@gmail.com
Dr. Gulzada
Assistant Profaiser, Department of Islamic studies, Qurtuba university of science and information Technology, Peshawar
gulzada@gmail.com

ABSTRACT

In vitro fertilization (IVF) represents a groundbreaking advancement in modern reproductive medicine, providing hope for couples facing infertility due to medical or physiological conditions. Since the birth of the first "test-tube baby" in 1978, IVF has developed into a widely accepted and practiced procedure across the world. The method involves fertilizing an egg with sperm in a controlled laboratory environment and subsequently transferring the embryo into the mother's uterus. This innovation has enabled countless couples to experience parenthood; however, it has also triggered critical discussions on ethical, social, psychological, legal, and religious grounds. While IVF has proven medically effective, debates continue concerning the moral status of embryos, the legitimacy of lineage, accessibility of treatment, and its implications for family and societal values. Within the framework of Islamic jurisprudence, IVF is generally permitted under strict conditions when both gametes belong exclusively to a married couple and the embryo is implanted in the wife's womb while other forms such as surrogacy or third-party involvement are prohibited. Consequently, IVF must be evaluated holistically, considering medical benefits alongside ethical dilemmas and religious guidelines.

Keywords: *In vitro fertilization (IVF), infertility, assisted reproductive technology, ethics, Islamic jurisprudence, surrogacy, bioethics, reproductive medicine*.

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 04 (2025)

تعارف

انسانی زندگی میں اولاد ایک قدرتی نعمت اور خاندانی نظام کی بقا کا اہم ذریعہ ہے ہر انسان کی یہ فطری خواہش ہوتی ہے کہ وہ اپنی نسل کو آگے بڑھائے اور اپنے خون سے تعلق رکھنے والی اولاد کی پرورش کرے۔ تاہم بعض اوقات طبی جسمانی یا جینیاتی مسائل کی وجہ سے میاں بیوی اس قدرتی خواہش کو پورا کرنے سے محروم رہ جاتے ہیں۔ یہ محرومی نہ صرف ذاتی و نفسیاتی دباؤ کا باعث بنتی ہے بلکہ بعض معاشروں میں بانجھ پن کو سماجی بدنامی اور خاندانی عدم استحکام کا ذریعہ بھی سمجھا جاتا ہے۔ ایسے حالات میں جدید طب نے بانجھ پن کے علاج اور اولاد کے حصول کے لیے کئی طریقے ایجاد کیے ہیں، جن میں سب سے نمایاں اور مؤثر طریقہ "ان وٹرو (آئی وی ایف) یعنی "باہر جسم بارآوری" ہے۔

آئی وی ایف کا آغاز بیسویں صدی کے آخری عشروں میں ہوا جب 1978ء میں برطانیہ میں دنیا کے پہلے "ٹیسٹ ٹیوب بے بی" کی پیدائش ہوئی۔ یہ طبی کامیابی اس وقت انسانیت کے لیے ایک انقلاب کی حیثیت رکھتی تھی کیونکہ اس نے بانجھ پن کے شکار لاکھوں جوڑوں کو امید کی نئی کرن فراہم کی۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اس ٹیکنالوجی میں بے شمار ترقی ہوئی اور آج دنیا کے بیشتر ترقی یافتہ اور ترقی پذیر ممالک میں یہ سہولت موجود ہے۔ طبی ماہرین کے مطابق آئی وی ایف نہ صرف بانجھ جوڑوں کے لیے ایک مؤثر ذریعہ ہے بلکہ بعض پیچیدہ امراض جیسے فیلوپین ٹیوب کے مسائل رحم کے عوارض یا مردانہ کمزوری کے علاج میں بھی معاون ثابت ہوتی ہے۔ آئی وی ایف کا طریقہ کار سادہ الفاظ میں یہ ہے کہ عورت کے بیضے اور مرد کے نطفے کو جسم سے باہر ایک مخصوص لیبارٹری کے ماحول میں ملا کر بارآور کیا جاتا ہے۔ جب نطفہ اور بیضہ مل کر جنین (ایمبریو) کی صورت اختیار کر لیتے ہیں تو اسے دوبارہ عورت کے رحم میں منتقل کیا جاتا ہے جہاں یہ قدرتی طور پر پرورش پاتا ہے اور ولادت تک پہنچتا ہے، یہ پورا عمل نہایت حساس اور مہارت طلب ہے جس کے لیے خصوصی آلات جدید ٹیکنالوجی اور ماہر ڈاکٹروں کی نگرانی ضروری ہے۔ اگرچہ (آئی وی ایف) نے بے شمار جوڑوں کو اولاد کی خوشی سے نوازا ہے، لیکن اس کے ساتھ ساتھ کئی نئے سوالات اور مسائل بھی جنم لیے ہیں۔

ان میں سب سے اہم سوال یہ ہے کہ انسانی جنین کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

ایسے بچے کی نسب اور قانونی پہچان کیسے ہو گی؟

کیا یہ عمل شریعت کے مطابق جائز ہے یا ناجائز؟

اسی طرح اس طریقۂ علاج کے اخراجات اتنے زیادہ ہیں کہ عام آدمی کی پہنچ سے باہر ہیں جسکی وجہ سے یہ سہولت صرف معاشرے کے ایک محدود طبقے تک محدود رہتی ہے۔ اس کے علاوہ اس ٹیکنالوجی کے اخلاقی اور سماجی اثرات بھی زیرِ بحث ہیں جیسے اضافی جنین کو محفوظ کرنا یا ضائع کرنا اور کرائے کی کوکھ کا مسئلہ۔

اسلامی نقطۂ نظر سے دیکھا جائے تو ایک پیچیدہ مسئلہ ہے آئی وی ایف

ایک طرف یہ ایک طبی نعمت ہے جو بانجھ جوڑوں کو اولاد جیسی عظیم نعمت تک رسائی دیتی ہے تو دوسری طرف یہ نکاح اور نسب جیسے اہم فقہی اصولوں سے جڑا ہوا ہے۔ مختلف فقہاء اور اسلامی ممالک کی فقہی کونسلوں نے اس پر اپنے اپنے فتاویٰ اور آراء پیش کیے ہیں۔ بعض شرائط کے ساتھ اسے جائز قرار دیا گیا ہے، جیسے یہ کہ نطفہ اور بیضہ صرف میاں بیوی کے ہوں اور جنین صرف بیوی کے رحم میں رکھا جائے، جبکہ دوسری صورتوں میں اسے ناجائز قرار دیا گیا ہے۔ آئی وی ایف صرف ایک طبی عمل نہیں بلکہ ایک ایسا موضوع ہے جسے طبی، اخلاقی، سماجی اور فقہی تمام پہلوؤں سے سمجھنا ضروری ہے۔

لہٰذا اس کے فوائد اور نقصانات کا غیر جانبدارانہ جائزہ لینا ناگزیر ہے تا کہ ایک متوازن رائے قائم کی جا سکے، انسانی تاریخ میں اولاد کو ہمیشہ بقا خوشحالی اور مستقبل کی ضمانت سمجھا گیا ہے۔

بانجھ پن کا مسئلہ چونکہ قدیم زمانوں سے انسانی معاشروں میں موجود رہا ہے اس لیے مختلف ادوار میں اس کے علاج کے لیے گوناگوں طریقے اختیار کیے گئے روایتی طب، روحانی علاج اور دیسی نسخوں سے لے کر جدید سائنس اور ٹیکنالوجی تک انسان ہمیشہ اس جستجو میں رہا کہ بانجھ پن کا کوئی مؤثر علاج دریافت کیا جائے۔ اسی جستجو کا نتیجہ "ان وٹرو فرٹیلائزیشن کی صورت میں سامنے آیا جس نے تولیدی طب میں ایک انقلابی موڑ پیدا کیا اور بے شمار خاندانوں کو اولاد کی نعمت سے بہرہ مند کیا۔

قدیم زمانوں میں یونان، مصر اور ہندوستان جیسے علاقوں میں تولیدی مسائل کے حل کے لیے طرح طرح کے طریقے رائج تھے۔ بعض معاشروں میں جڑی بوٹیوں اور غذائی تراکیب سے علاج کیا جاتا تھا تو کہیں دعاؤں ٹونوں اور تعویذوں پر انحصار کیا جاتا۔

تاہم یہ سب طریقے غیر سائنسی اور غیر یقینی تھے۔ قرونِ وسطیٰ میں بھی بانجھ پن کو زیادہ تر ماورائی مسئلہ سمجھا جاتا رہا اور اس کا تعلق نظر بد یا دیوی دیوتاؤں کی ناراضی سے جوڑا جاتا تھا۔

انیسویں صدی میں جب حیاتیات اور تولیدی سائنس نے نئی جہتیں اختیار کیں تو انسان نے بارآوری کے عمل کو مائیکروسکوپ کے ذریعے سمجھنے کی کوشش کی۔ اسی صدی میں اسپرم اور بیضے کی ساخت پر تحقیق ہوئی اور بارآوری کے ابتدائی اصول دریافت ہوئے۔

یہ تحقیق بعد کے بڑے سائنسی تجربات کے لیے بنیاد بنی۔ بیسویں صدی کے آغاز میں لیبارٹری سطح پر جانوروں پر مصنوعی بارآوری کے کامیاب تجربات کیے گئے، جنہوں نے انسانی سطح پر اس کے امکانات کو اجاگر کیا۔

1980ء اور 1990ء کی دہائیوں میں آئی وی ایف کے طریقوں کو مزید بہتر بنایا گیااور جدید لیبارٹری آلات اور خوردبینوں کے ذریعے کامیابی کے امکانات بڑھائے گئے۔ جس میں ایک نطفے کو براہ راست انٹر اسائٹوپلاسمک اسپرم انجیکشن کے ذریعے داخل کیا جاتاہے یہ طریقہ ان مردوں کے لیے خاص طور پر مفید ثابت ہوا جن کے نطفے کمزور یاناکارہ تھے

اکیسویں صدی میں آئی وی ایف نے مزید ترقی کیااوراب جنین کو فریز کرنا جینیاتی بیماریوں کی قبل از پیدائش تشخیص اور کرائے کی کوکھ جیسے طریقے متعارف ہوچکے ہیں اس سے آئی وی ایف کے ذریعے نہ صرف بانجھ پن کا علاج ممکن ہوا بلکہ جینیاتی بیماریوں کے سدباب میں بھی مدد ملی۔ کے ذریعے جڑواں یا کثیر الاولاد بچوں کی پیدائش بھی عام ہوگئی ہے جو پہلے محض ایک نایاب واقعہ ہوتا تھا۔ اسلامی دنیامیں آئی وی ایف کا آغاز قدرے تاخیر سے ہوا تاہم بیسویں صدی کے آخر اور اکیسویں صدی کے آغاز میں مصر، سعودی عرب ایران پاکستان اور دیگر ممالک میں اس پر تحقیق اور عملی مراکز قائم ہوئے، اسلامی فقہی اداروں نے اس مسئلے پر غور کیااور یہ اصول طے کیے کہ آئی وی ایف اس وقت جائز ہے جب دونوں میاں بیوی کے نطفے استعمال ہوں اور جنین بیوی کے رحم میں منتقل کیا جائے البتہ تیسرے فریق کی شمولیت کرائے کی کوکھ یا غیر شرعی طریقوں کو ممنوع قرار دیا گیا، اس سے واضح ہوتا ہے کہ اسلامی معاشرے جدید سائنسی ترقی سے فائدہ اٹھانے کے ساتھ ساتھ اپنی مذہبی اقدار کی پاسداری بھی کرتے ہیں۔

مختصراً آئی وی ایف نے قدیم زمانے کے غیر سائنسی اور غیر یقینی علاج سے لے کر آج کی جدید ترین بایو میڈیکل ٹیکنالوجی تک ایک طویل ارتقائی سفر طے کیاہے۔ یہ نہ صرف طب کی دنیامیں ایک انقلابی کامیابی ہے بلکہ انسانی تہذیب اور خاندانی نظام پر بھی اس کے اثرات مرتب ہوئے ہیں۔ اس کے تاریخی اور ارتقائی مطالعے سے یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ انسان نے ہمیشہ اپنی فطری خواہش نسل کی بقاکو پورا کرنے کے لئے نئے راستے تلاش کئے اور ان جستجوؤں کی ایک کامیاب ترین کڑی ہے۔ انسانی تاریخ میں اولاد کو ہمیشہ بقاخوشحالی اور مستقبل کی ضمانت سمجھا گیاہے۔ بانجھ پن کا مسئلہ چونکہ قدیم زمانوں سے انسانی معاشروں میں موجود رہاہے، اس لیے مختلف ادوار میں اس کے علاج کے لیے گوناگوں طریقے اختیار کیے گئے، روایتی طب، روحانی علاج اور دیسی نسخوں سے لے کر جدید سائنس اور ٹیکنالوجی تک انسان ہمیشہ اس جستجو میں رہا کہ بانجھ پن کا کوئی مؤثر علاج دریافت کیا جائے۔ اسی جستجو کا نتیجہ "ان وٹرو فرٹیلائزیشن (آئی وی ایف) کی صورت میں سامنے آیاجس نے تولیدی طب میں ایک انقلابی موڑ پیدا کیا اور بے شمار خاندانوں کو اولاد کی نعمت سے بہرہ مند کیا۔ قدیم زمانوں میں یونان، مصر اور ہندوستان جیسے علاقوں میں تولیدی مسائل کے حل کے لیے طرح

طرح کے طریقے رائج تھے۔ بعض معاشروں میں جڑی بوٹیوں اور غذائی تراکیب سے علاج کیا جاتا تھا، تو کہیں دعاؤں، ٹونوں اور تعویذوں پر انحصار کیا جاتا۔ تاہم یہ سب طریقے غیر سائنسی اور غیر یقینی تھے۔ قرونِ وسطیٰ میں بھی بانجھ پن کو زیادہ تر ماورائی مسئلہ سمجھا جاتا رہا اور اس کا تعلق نظر بد یا دیوی دیوتاؤں کی ناراضی سے جوڑا جاتا تھا۔

انیسویں صدی میں جب حیاتیات اور تولیدی سائنس نے نئی جہتیں اختیار کیں تو انسان نے بارآوری کے عمل کو مائیکروسکوپ کے ذریعے سمجھنے کی کوشش کی۔ اسی صدی میں اسپرم اور بیضے کی ساخت پر تحقیق ہوئی اور بارآوری کے ابتدائی اصول دریافت ہوئے۔ یہ تحقیق بعد کے بڑے سائنسی تجربات کے لیے بنیاد بنی۔ بیسویں صدی کے آغاز میں لیبارٹری سطح پر جانوروں پر مصنوعی بارآوری کے کامیاب تجربات کیے گئے، جنھوں نے انسانی سطح پر اس کے امکانات کو اجاگر کیا۔ 1950ء کی دہائی میں خرگوش اور دیگر جانوروں پر آئی وی ایف کے تجربے ہوئے، جنھوں نے سائنسدانوں کو حوصلہ دیا کہ انسانوں پر بھی یہ طریقہ آزمایا جا سکتا ہے۔ بالآخر 1978ء میں برطانیہ کے ڈاکٹر رابرٹ ایڈورڈز اور ڈاکٹر پیٹرک اسٹیپ ٹو نے دنیا کی پہلی "ٹیسٹ ٹیوب بے بی" لوئیز براؤن کو دنیا کے سامنے پیش کیا۔ یہ کامیابی طب کی دنیا میں انقلاب سے کم نہ تھی اور (آئی وی ایف) کو ایک حقیقت کے طور پر تسلیم کیا گیا۔ انسانی تولیدی سائنس میں ان وٹرو فرٹیلائزیشن (آئی وی ایف) کی کامیابی اچانک سامنے نہیں آئی بلکہ یہ کئی دہائیوں کی مسلسل محنت جانوروں پر تجربات اور بارہا کی ناکامیوں کے بعد حاصل ہوئی۔ اس سفر کو سمجھنے کے لیے جانوروں پر ہونے والے اولین تجربات اور انسان میں پہلی کامیاب پیدائش کا سنگ میل ایک مرکزی اہمیت رکھتے ہیں۔

جانوروں پر ابتدائی تجربات

ہیف والٹر نے 1980ء کی دہائی میں خرگوش پر ایک کامیاب تجربہ کیا جسمیں اس نے ایک مادہ خرگوش کے رحم سے بارآور شدہ ایمبریو بیض دوسری مادہ خرگوش کے رحم میں منتقل کئے۔ انیسویں صدی کے آخر میں سائنسدانوں نے بارآوری کے قدرتی عمل کو سمجھنے کے لیے خوردبین اور حیاتیاتی تحقیقات کا سہارا لیا۔ 1934ء میں گریکوری پنکس نے خرگوش کے بیضے کو لیبارٹری میں نطفے سے بارآوری کرنے کا کامیاب مظاہرہ کیا جبکہ بیسویں صدی کے اوائل میں جانوروں پر مزید سائنسی تجربات شروع ہوئے، اگرچہ اس وقت بارآور بیضہ مکمل حمل میں تبدیل نہ ہو سکا لیکن تجربہ اس بات کا ثبوت تھا کہ بیضے اور نطفے کا ملاپ جسم سے باہر بھی ممکن ہے اسی عرصے میں گائے، بھیڑ اور چوہوں پر بھی تحقیق کاروں کو انسان پر اس طریقے کے عملی امکانات پر غور کرنے کی ترغیب دی۔ ان جانوروں پر ہونے والے تجربات نے اس امر کی تصدیق کر دی کہ نطفہ اور بیضہ مصنوعی ماحول میں بھی یکجا ہو سکتے ہیں اور ابتدائی جنین بن سکتا ہے، جو رحم میں منتقل ہونے کے بعد مکمل طور پر نشوونما پا سکتا ہے۔

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 04 (2025)

انسان میں پہلی کامیاب کوششیں اور مشکلات

آئی وی ایف آزمانے کی ابتدا 1960 کی دہائی میں ہوئی، جب برطانیہ کے ماہر تولیدی سائنسدان رابرٹ ایڈورڈز رابرٹ نے تھا۔لیبارٹری میں بارآور کرنے کی تحقیق شروع کی۔ ان کے ساتھ ماہر امراضِ نسواں پیٹرک اسٹیپ ٹو بھی شریک تھا بھی شریک اس تحقیق کا سب سے بڑا چیلنج یہ تھا کہ انسانی بیضے کو جسم سے نکال کر لیبارٹری میں محفوظ اور قابل بارآوری ماحول فراہم کیا جائے۔ اس مقصد کے لیے اسٹیپ ٹو نے "لیپروسکوپی کا طریقہ استعمال کیا، جس سے بیضہ براہِ راست اخذ کیا جاسکتا تھا۔1969ء میں رابرٹ ایڈورڈز نے پہلی مرتبہ انسانی بیضے کو لیبارٹری میں نطفے کے ذریعے بارآور کرنے میں کامیابی حاصل کی۔ اگرچہ یہ بارآور شدہ بیضہ اخذ کیا جاسکتا ہے زیادہ عرصہ زندہ نہ رہ سکا، لیکن یہ ایک سنگ میل تھا۔

پہلی کامیاب پیدائش لوئیز براؤن

کئی برسوں کی ناکامیوں اور بار بار کے تجربات کے بعد بالآخر 1978 میں ایک فیصلہ کن کامیابی حاصل ہوئی۔ 25 جولائی 1978 کو برطانیہ کے مانچسٹر کے قریب اولڈہم اسپتال میں دنیا کی پہلی "ٹیسٹ ٹیوب بچہ "لوئیز براؤن پیدا ہوئی۔اور اس کے اس کامیابی کے پیچھے رابرٹ ایڈورڈز اور پیٹرک اسٹیپ ٹو کی برسوں کی تحقیق اور محنت تھی۔ یہ بچی ایک نارمل اور صحت مند حمل کے نتیجے میں پیدا ہوئی، جس نے نہ صرف طب کی دنیا کو حیران کر دیا بلکہ بانجھ جوڑوں کے لیے امید کی ایک نئی کرن پیدا کی۔ اور یہ واقعہ دنیا بھر میں تاریخ کا سب سے بڑا سنگ میل تھا۔ اس کے بعد آئی وی ایف تیزی سے پھیلنے لگا اور مختلف ممالک میں یہ تولیدی مراکز قائم ہونے لگے۔ رابرٹ ایڈورڈز کو ان کی اس عظیم سائنسی خدمت پر 2010 میں طب کا نوبیل انعام دیا گیا۔

یوں آئی وی ایف کا ارتقائی سفر جانوروں پر ابتدائی تجربات سے شروع ہوا، جہاں خرگوش، چوہوں اور دیگر جانوروں میں بارآور بیضوں کو رحم میں منتقل کرکے کامیاب حمل کروایا گیا۔ پھر یہی تجربات انسانی سطح پر آزمانے کی جستجو میں بدلے، اور بالآخر 1978 میں لوئیز براؤن کی پیدائش کے ساتھ یہ خواب حقیقت بن گیا۔ آئی وی ایف آج تولیدی طب کی ایک مسلمہ حقیقت ہے، مگر اس کی بنیاد انہی ابتدائی تجربات اور بے شمار ناکامیوں پر استوار ہے جنہوں نے اس کامیابی کا راستہ ہموار کیا۔

آئی وی ایف کے حوالے سے فقہائے کرام کا تحقیقی آراء۔

جدید تولیدی طریقہ ہے جس کے ذریعے اولاد سے محروم جوڑوں کے لئے امید کے دروازے کھلے۔ تاہم فقہائے کرام نے اس پر تفصیلی بحث کی ہے کہ آیا اس کے جواز یا عدم جواز کے کیا پہلو ہیں۔ ذیل میں مذاہبِ اربعہ کی روشنی میں اس کا تحقیقی جائزہ پیش کیا جاتا ہے۔

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 04 (2025)

فقہ حنفی: فقہائے احناف کے نزدیک نکاح کے اندر تولیدی وسائل کے استعمال کی اصل بنیاد یہ ہے کہ شوہر اور بیوی کے درمیان مباشرت کے دائرے میں رہ کر حمل پیدا ہو۔ اگر مرد کا نطفہ اور عورت کا بیضہ نکاح کے اندر ایک دوسرے کے ساتھ ملایا جائے اور اسی بیوی کے رحم میں منتقل کیا جائے، تو یہ جائز ہے۔ اس کے برعکس اگر نطفہ یا بیضہ باہر کسی اجنبی عورت یا مرد سے لیا جائے تو یہ ناجائز اور حرام ہے کیونکہ اس سے نسب میں اختلاط اور شریعت کی مقصود عفت و عصمت کی خلاف ورزی ہوتی ہے۔

فقہ مالکی : مالکی فقہاء نسب اور عفت کے تحفظ پر زیادہ زور دیتے ہیں۔ ان کے نزدیک اگر آئی وی ایف کا طریقہ کار نکاح کے اندر شوہر اور بیوی تک محدود رہے، یعنی نطفہ شوہر کا ہو اور بیضہ بیوی کا، اور اسے کسی غیر کے ذریعے رحم میں منتقل نہ کیا جائے، تو اسے ضرورت کے تحت جائز قرار دیا جا سکتا ہے۔ لیکن اگر کسی بھی مرحلے پر کسی غیر کا عمل دخل شامل ہو (جیسے کرایہ کی کوکھ یا ڈونر کا استعمال)، تو یہ سختی کے ساتھ حرام اور ناجائز ہے۔

فقہ شافعی: شافعیہ کے نزدیک بھی یہی اصول ہے کہ آئی وی ایف صرف اس صورت میں مباح ہے جب اس میں شوہر اور بیوی کے سوا کوئی تیسرے فریق شامل نہ ہو۔ ان کے نزدیک اگر نطفہ اور بیضہ میاں بیوی ہی سے ہوں اور نکاح کے دوران یہ عمل ہو، تو اولاد پیدا کرنے کے لئے یہ طریقہ مباح ہے۔ لیکن چونکہ اس میں طبی پیچیدگیاں اور نسب کے بگاڑ کا اندیشہ ہے، اس لئے اسے محض ضرورت اور معالج کی تصدیق کی صورت میں اختیار کیا جا سکتا ہے۔

فقہ حنبلی : حنابلہ آئی وی ایف کے معاملے میں نسبتاً سخت رائے رکھتے ہیں۔ ان کے نزدیک چونکہ یہ طریقہ فطری مباشرت کے بر خلاف ہے اور اس میں دوسرے افراد (ڈاکٹروں، نرسوں) کا مداخلت کرنا لازم ہے، اس لئے اس کے عدم جواز کے پہلو زیادہ ہیں۔

تاہم اگر تمام شرائط یعنی

* نطفہ شوہر کا ہو
* بیضہ بیوی کا ہو
* رحم بھی اسی بیوی کا ہو
* اور اس کے بغیر اولاد کا حصول ممکن نہ ہو،

تو پھر ضرورت کے تحت اس کی اجازت دی جا سکتی ہے۔

مذاہبِ اربعہ کے درمیان اتفاق ہے کہ آئی وی ایف کی وہ صورت جس میں صرف شوہر اور بیوی کا نطفہ اور بیضہ شامل ہو اور حمل بھی اسی بیوی کے رحم میں پروان چڑھے، اصولاً ضرورت کے تحت جائز ہے۔ لیکن اگر تیسرے فریق کا دخل شامل ہو جائے (جیسا کہ

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 04 (2025)

اسپرم ڈونر، ایگ ڈونر، یا سروگیسی)، تو یہ تمام مذاہب کے نزدیک ناجائز ہے کیونکہ اس سے نسب میں اشتباہ، عفت کی خلاف ورزی اور معاشرتی بگاڑ پیدا ہوتا ہے۔

خلاصہ بحث

آئی۔وی۔ایف (In Vitro Fertilization) بلاشبہ جدید طب کی ایک انقلابی پیشرفت ہے جس نے بانجھ پن کے مسئلے سے دوچار ہزاروں جوڑوں کو اولاد جیسی نعمت عطا کی۔ تاہم، اس سائنسی کامیابی کے ساتھ متعدد فقہی، اخلاقی اور سماجی پہلو بھی وابستہ ہیں۔ اسلامی تعلیمات کے مطابق، اگر یہ عمل نکاح کے دائرے میں رہتے ہوئے کیا جائے اور نطفہ و بیضہ صرف میاں بیوی کے ہوں تو یہ جائز اور مباح ہے۔ لیکن اگر کسی تیسرے فریق کی مداخلت ہو جیسے کرائے کی کوکھ (Surrogacy) یا نطفہ / بیضہ کا عطیہ، تو یہ ناجائز اور حرام ہے۔ اس حوالے سے فقہائے اسلام اور عالمی فقہی کونسلوں کی آراء بھی یکساں طور پر اسی اصول کی تائید کرتی ہیں۔ پاکستان جیسے مسلم معاشرے میں ضروری ہے کہ اس جدید طریقۂ علاج کو شرعی اصولوں، سائنسی احتیاط، اور اخلاقی ذمہ داریوں کے ساتھ اپنایا جائے تاکہ اولاد کے حصول کی فطری خواہش شریعت کے مطابق پوری ہو اور معاشرتی اقدار محفوظ رہیں۔

تجاویز و سفارشات

1 . **اسلامی حیاتیاتی اخلاقیات (Bioethics) کا نصاب متعارف کرایا جائے:** جامعات، میڈیکل کالجز، اور فقہی اداروں میں تولیدی ٹیکنالوجی اور اسلامی اخلاقیات کے امتزاج پر مبنی نصاب شامل کیا جائے تاکہ مستقبل کے معالجین اور علما اس مسئلے کو متوازن علمی بنیاد پر سمجھ سکیں۔

2 . **شرعی و سائنسی رہنمائی مراکز کا قیام:** وفاقی و صوبائی سطح پر ایسے مراکز قائم کیے جائیں جہاں بانجھ جوڑوں کو طبی اور فقہی دونوں پہلوؤں سے مشاورت فراہم کی جاسکے تاکہ وہ درست فیصلہ کر سکیں۔

3 . **آئی۔وی۔ایف کلینکس کی شرعی و قانونی نگرانی:** حکومت کو چاہیے کہ تولیدی مراکز کے لیے واضح ضابطۂ اخلاق (Code of Conduct) تشکیل دے، تاکہ نطفہ و بیضہ کے تبادلے یا کرائے کی کوکھ جیسے غیر شرعی عوامل کی روک تھام ہو سکے۔

4 . **عام عوام میں دینی آگاہی مہم:** علمائے کرام، میڈیا، اور صحت کے ادارے عوام میں یہ شعور پیدا کریں کہ آئی۔وی۔ایف کب جائز ہے اور کب ناجائز، تاکہ غلط فہمیاں اور غیر شرعی طریقے فروغ نہ پائیں۔

5 . **مالی امداد و سبسڈی کا انتظام:** بانجھ پن کے علاج کو عام آدمی کی پہنچ میں لانے کے لیے حکومت کو چاہیے کہ سرکاری اسپتالوں میں آئی۔وی۔ایف کے لیے سبسڈی یا زکوٰۃ فنڈ سے امدادی پروگرام شروع کرے۔

6 . **فقہی وسائنسی مکالمہ:**(Interdisciplinary Dialogue) اسلامی اسکالرز، سائنسدانوں، اور ڈاکٹروں کے درمیان باقاعدہ مکالمے کا نظام قائم کیا جائے تاکہ بدلتے سائنسی تقاضوں کے ساتھ شرعی رہنمائی بھی جدید اور مؤثر انداز میں جاری رہے۔

حوالہ جات

1۔ محمد طاہر القادری۔ جدید سائنسی مسائل اور فقہ اسلامی۔ لاہور: منہاج القرآن پبلیکیشنز، 2001۔

2۔ یوسف القرضاوی۔ اسلام اور جدید سائنس۔ قاہرہ: دارالشروق، 1998۔

3۔ محمد علی البار۔ طب اور شریعت۔ جدہ: مکتبہ الشروق، 1994۔

4۔ محمود احمد غازی۔ اسلام اور جدید سائنس۔ اسلام آباد: بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، 2003۔

5۔ سید سلیمان ندوی۔ خطباتِ مدراس۔ لاہور: مجلس ترقی ادب، 1967۔

6۔ محمد شفیع۔ معارف القرآن۔ کراچی: مکتبہ دارالعلوم، 1982۔

7۔ محمد حمید اللہ۔ اسلام کا نظام حیات۔ لاہور: ادارہ ثقافت اسلامیہ، 1975۔

8۔ ایم۔ اقبال انصاری۔ اسلام اور جدید سائنسی مسائل۔ علی گڑھ: علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، 1990۔

9۔ وحید الدین خان۔ اسلام اور سائنس۔ دہلی: دارالسلام، 1985۔

10۔ محمد اکرم ندوی۔ جدید سائنسی تحقیقات اور اسلامی نقطۂ نظر۔ آکسفورڈ: آکسفورڈ سنٹر فار اسلامک اسٹڈیز، 2007۔

11۔ اشرف علی تھانوی۔ امداد الفتاویٰ۔ دیوبند: مکتبہ دارالعلوم، 1913۔

12۔ منظور احمد۔ اسلامی اخلاقیات اور جدید سائنس۔ کراچی: جامعہ کراچی، 1999۔

13۔ انور شاہ کشمیری۔ فیض الباری۔ کراچی: دارالاشاعت، 1985۔

14۔ فضل الرحمن۔ اسلام اور جدید دنیا۔ شکاگو: شکاگو یونیورسٹی پریس، 1982۔

15۔ عبدالمجید الزندانی۔ الاعجاز العلمی فی القرآن۔ صنعاء: دارالمعارف، 1990۔

16۔ خورشید احمد۔ اسلام اور جدید چیلنجز۔ لاہور: ادارہ معارف اسلامی، 2001۔

17۔ فرید پراچہ۔ اسلام اور طب جدید۔ لاہور: ادارہ معارف اسلامی، 2005۔

18۔ عبدالحلیم محمود۔ الاسلام والطب۔ قاہرہ: دارالمعارف، 1978۔

19۔ محمد تقی عثمانی۔ اسلام اور جدید طبی مسائل۔ کراچی: مکتبہ معارف القرآن، 2010۔

20۔رضی الدین صدیقی۔اسلام اور سائنسی ترقی۔کراچی:انجمن ترقی اردو،1964۔

21۔امین احسن اصلاحی۔تدبر قرآن۔لاہور:فارس پبلی کیشنز،1985۔

22۔عبدالخالق۔اسلامی طب اور سائنسی تحقیقات۔لاہور:جامعہ پنجاب،2009۔

23۔شبیر احمد عثمانی۔فقہی مسائل جدیدہ۔کراچی:دارالاشاعت،1952۔

24۔احمد شفیق۔اسلام اور بایو ایتھکس۔قاہرہ:جامعہ ازہر،2004۔

مسعود احمد۔اسلام اور سائنس کا تقابلی مطالعہ۔کراچی:جامعہ کراچی،1990۔

25۔زاہد علی زاہدی۔اسلام اور جدید حیاتیاتی مسائل۔لاہور:جامعہ پنجاب،2011۔

26۔عبدالعزیز فرہاد۔اسلام اور میڈیکل سائنس۔لاہور:دارالسلام،2015۔

27۔جاوید اقبال۔اسلامی فلسفہ حیات اور سائنس۔لاہور:مجلس ترقی ادب،1977۔

28۔غلام رسول سعیدی۔شرح صحیح مسلم۔کراچی:دارالاشاعت،1995۔

29۔عبدالکریم زیدان۔المفصل فی احکام المرأۃ والبیوت المسلمۃ۔بیروت:مؤسسۃ الرسالہ،1998۔